سازوغنا کی حدود: سیرت النبی ﷺ کا اختصاصی مطالعہ

ڈاکٹر زاہدہ شبنم[۱]

ڈاکٹر عتیق امجد**

ABSTRACT

In the present era where evil forces are introducing a new civilization as a new global system for all nations of the world. Media of every country and region is assisting this so called freedom of expression. This time music and songs are not only overcoming all the entertainments but also it is not possible to get rid of this actively serious discussions and intellectual research. On the other hand a large section of Muslims is sure about the gulf that might be created as considering it a religious sermon. Especially persons known as religious scholars and even 'Naat' could not be saved by this effort. The holy month of 'Rabiul-Awal' is famous in the context of Holy Prophetﷺ . In this connection, forgetting the real teachings of Holy Prophet ﷺ , least literate of ummah are committed to introduce a new version of Islamic way of life. These activities are being performed on the name of 'Seerat-un-Nabi ﷺ' and love with Holy Prophetﷺ . Hence it is necessary to focus on the guidelines provided by the life study and sunnah of the Holy Prophetﷺ in this connection. That is the ony question which gives realization of the importance of evaluating these research principles. So in these pages, in the light of incidents of Holy Prophetﷺ and collection of Hadith, the effort has been made to understand the status of music and songs.

۱ اسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

** پرنسپل گورنمنٹ کالج، ماموں کانجن، ضلع فیصل آباد

دور حاضر میں جبکہ طاغوتی طاقتیں نئے عالمی نظام کے نام پر تمام ملل واقوام میں اپنی تہذیب داخل کررہی ہیں اور ہر علاقے اور ملک کا میڈیا آزادی اظہار کے نام پر ان سے خوب معاونت بھی کررہا ہے۔اس وقت موسیقی اور گانا تمام تر تفریحات پر نہ صرف غالب آرہا ہے بلکہ نہایت خشک علمی تحقیقات اور سنجیدہ موضوعات کے اوقات میں بھی اس سے چھٹکارہ ممکن نہیں رہا۔ اور دوسری طرف دین کا حکم سمجھ کر ایک بڑا مسلم طبقہ اس سے بالکل نفور ہے، محسوس ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ امت مسلمہ میں ایک گہری خلیج پیدا کردے گا، خصوصی طور پر جب کہ نعت رسول مقبول ﷺ بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکی، اور مذہبی ٹی وی چینل اپنے متانت سے بھرپور پروگراموں اور بعض انتہائی قابل قدر تبلیغی بیانات کے پس منظر میں بھی ہلکا ساز ڈال کر اسوۃ حسنۃ کی امین امت میں قابل قبول بنا رہے ہیں۔ رسالت مآب ﷺ کی ولادت کے ضمن میں ربیع الاول کا ماہ شہرت رکھتا ہے، جس کی مناسبت سے بعض حلقے اسلامی طرزِ زندگی کا ایک مختلف اسلوب، عوام میں متعارف کروانے پر مصر ہیں۔اور یہ سب سیرت النبی ﷺ اور محبت رسول ﷺ کے نام پہ فروغ پارہا ہے، پس یہ ضروری ہے کہ دیکھا جائے کہ آپ علیہ السلام کی زندگی مبارک اور آپ ﷺ کی سنت مبارکہ سے اس ضمن میں کیا راہنمائی ملتی ہے؟ یہی وہ سوال ہے جو اس موضوع کو تحقیقی اصولوں پر پرکھنے کی اہمیت کو دوچند کردیتا ہے لہٰذا ذیل کے صفحات میں اس موضوع پر رسول اللہ ﷺ کی نبوی حیات مبارکہ کے واقعات اور کم وبیش آپ کی تمام احادیث کی روشنی میں اسلام کے حکم کو سمجھنے اور موسیقی اور گانے کی شرعی حیثیت کا تحقیقی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ بعون اللہ تعالیٰ، قرآن مجید میں براہ راست ساز کے مختلف آلات کے نام لئے بغیر اپنے مخصوص اسلوب کے مطابق اس سلسلہ میں بھی ایسے الفاظ واسماء کا تذکرہ مذمتی انداز میں کیا ہے جن سے معنوی وسعت پیدا ہو سکے۔ کثیر مقامات پر قرآن مجید وفرقان حمید کا اسلوب یہ ہے کہ وہ کسی بھی شے کے بارے میں اصولی حکم، اس کی مختلف صورتوں، ملتی جلتی حالتوں اور حدود وشرائط کو مد نظر رکھتے ہوئے یا تو توسع فی المعنی پیدا کرنے کے لئے انسب الفاظ استعمال کرتا ہے یا عدم گنجائش کی بنا پر معنوی ضیق کے اظہار کے لیے ایسے الفاظ وکنایات کو استعمال کرتا ہے جو اپنے لغوی، لسانی، معاشرتی، علمی اور ثقافتی پس منظر میں موزوں ترین ہوتے ہیں۔ کلمات وکردار کے ساتھ اسوہ حسنہ کی حفاظت کی حقیقی کدوکاوش کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی تفسیری اقوال وروایات کے مطابق ساز کی شرعی حیثیت پر کلام ربانی میں چار آیات کو بطور خاص پیش کیا جاتا ہے، جو کہ یہ ہیں۔

پہلی آیت کریمہ: ((وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِىْ لَهْوَالْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ))[۱] ترجمہ: اور لوگوں میں سے وہ، جو 'لھو الحدیث' خریدتے ہیں، تاکہ علم کے بغیر، اللہ کے راستہ سے گمراہ کریں۔اس آیت میں "لھو" کے معنی، کھیل تماشا اور اہم کاموں سے غافل کردینے والا بتایا جاتا ہے۔[۲] عمومی معنی میں "لھو" ایسی شے اور کام کے لئے بولا جاتا ہے جو ایک مومن کو اس کے مقصدِ تخلیق، فکرِ آخرت اور رضائے رب کے حصول کے کاموں سے غافل کردے، یا اس مفہوم میں معنوی وسعت پائی جاتی ہے، اور ہر غافل کردینے والی چیز اور کام "لھو الحدیث" شمار ہوگا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے خاص معنی بھی مراد لیا ہے، اور وہ غنا اور آلات موسیقی ہیں. جیسے عبد اللہ بن عباس، ابن مسعود اور جابر رضی اللہ عنھم، جبکہ تابعین میں سے حضرت عکرمہ، مجاھد، حسن بصری، میمون بن مہران، سعید بن جبیر، قتادہ، نخعی، عمرو بن شعیب اور علی بن حذیم جیسے اکابر مفسرین نے اس سے مراد غنا ہی لیا ہے۔[۳]

دوسری آیت کریمہ: ((اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ oوَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَoوَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ))[۴]

ترجمہ: کیا تم اس کلام پر تعجب کرتے ہو، ہنستے ہو، روتے نہیں ہو اور تم سامد (کھیل کود میں مست) ہو؟

علامہ قرطبی نے سورہ لقمان کی آیت ٦ کے ذیل میں دو آیات درج کی ہیں، ان میں سے ایک مذکورہ آیت ہے، ان آیات سے علمائے کرام، فقہائے عظام اور فاضل مفسرین نے حرمت موسیقی پر استدلال کیا ہے۔اس آیت کریمہ کے ضمن میں ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حمیری زبان میں غنا کو سمود کہتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر بھی اپنی تفسیر میں یہ قول لائے ہیں۔[۵] سامد کا معنی تکبر، سر اٹھانا، غافل کرنا اور متحیر ہونا آتا ہے:[٦] (السامد : اللاهی، الغافل ، الساهی ، المتكبر، القائم ، المتحير)[۷] سامد۔ لہو ولعب میں مبتلا، غافل، بھولنے والا، متکبر، کھڑا ہونے والا، حیران ہونے والا ہے۔اسی طرح لسان العرب، ج:۳، ص:۲۹ میں بھی سامد

---

(١) سورہ لقمان (۳۱) ،٦،

(٢) ابن منظور الافریقی: جمال الدین محمد بن مکرم: علامہ، لسان العرب، بیروت، دار الفکر، الطبعہ الاولی ۱۴۱۰ھ ،ج:۱۵، ص:۲۵۸

(٣) تفسیر قرطبی، ج:۱۴، ص:۴۸؛ تفسیر ابن کثیر، ج:٦، ص:۱۰۳۵

(٤) سورہ النجم، (۵۳)۵۹۔٦۱

(٥) تفسیر ابن کثیر، ص:۸۰

(٦) تفسیر قرطبی، ج:۱۷، ص:۱۰۹

(٧) زبیدی، سید مرتضی (۱۲۰۵م)، تاج العروس من جواھر القاموس، ج:۲، ص:۳۸۱

بمعنی غنا بتایا گیا ہے۔ سید مودودی نے لکھا ہے کہ آیت کا اشارہ اسی طرف ہے کہ کفار مکہ قرآن کی آوز دبانے اور لوگوں کی توجہ دوسری طرف ہٹانے کے لیے زور زور سے گانا شروع کر دیتے تھے۔[۱] مفسرین کرام، فقہائے عظام میں سے کثیر اہل علم نے اس سے مراد غنا ہی لیا ہے۔ سامدون کا معنی گانا بجانے والے اس لیے بھی کیا گیا ہے کہ کہا جاتا ہے اسمدی لنا (اسمدلنا :غن لنا) یعنی گانا بجا کر ہمیں غافل کر دو۔[۲]

تیسری آیت کریمہ: (وَاسْتَفْزِزْمَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِکَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِکَ وَ رَجِلِکَ وَ شَارِكْهُمْ فِيْ الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ، وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلاَّ غُرُوْراً)۔[۳] ترجمہ: ان میں سے جن پر تیرا بس چلے اپنی آواز سے پھسلالے، ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالے، مال اولاد میں ان کے ساتھ ساجھی بن جا اور ان سے وعدے کر لے اور شیطان ان سے محض دھوکے ہی کے وعدے کرتا ہے۔

علامہ قرطبی نے سورۃ لقمان کی آیت ٦ کے تفسیری معنی کی وضاحت کے لیے یہ آیت بھی پیش کی ہے۔[۴] اس آیت کریمہ میں شیطان کو اپنی صوت (آواز) سے لوگوں کو پھسلانے کی اجازت دی گئی ہے تا کہ اللہ اپنے صاحبِ استقامت مومن بندوں کو آزمائے اور پھر ان کی استقامت کے اجر وثواب میں اضافہ کر دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے مراد غنا، مزامیر اور کھیل تماشا لیا ہے۔ حضرت مجاہد نے بھی اس سے یہی لیا ہے۔ ضحاک اس سے مراد مزمار کی آواز بیان کرتے ہیں۔[۵]

چوتھی آیت کریمہ: ((وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْابِالَّلغْوِ مَرُّوْاكِرَاماً))۔[٦] ترجمہ: اور وہ کسی "زُور" میں شریک نہیں ہوتے اور اگر کسی لغو پر ان کا گزر ہو تو وقار سے گزر جاتے ہیں۔ مفسرین حرمت موسیقی پر بطور دلیل اس آیت کو بھی پیش کرتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں "زُور" کلمہ استعمال ہوا ہے جس کے لغوی معنی جھوٹ اوشتر باطل کے ہیں اس سے کیا مراد ہے؟ امام مجاہد، امام محمد بن حنفیہ ؒ، امام ابو حنیفہ، امام ابن

---

(۱) تفہیم القرآن، ج:۵، ص:۲۲۴

(۲) تفسیر ابن کثیر، ج:۴، ص:۱۲۸۰

(۳) سورہ الاسراء (۱۷) : ٦۴

(٤) تفسیر قرطبی، ج:۱۷، ص:۱۰۹

(٥) ایضا، ج: ۱۰، ص:۲۵۰

(٦) سورہ الفرقان (۲۵): ۷۲

(۷) تفسیر ابن کثیر، ص:٩٦٦

قیم وغیرہ نے غنا کو جھوٹ میں شامل کیا ہے۔ آیت کریمہ کے اگلے حصہ [واذا مرو بالغو مروا كراما] میں لغو سے مراد لایعنی، فضول اور بے مقصد قول اور فعل لیا گیا ہے۔(۱)

چونکہ اسوہ حسنہ نبی محترم ﷺ کی زندگی مبارک ہی ہے، لہذا موسیقی اور غنا کی حرمت پر مفسرین وفقہاءِ اسلام نے احادیث مبارکہ سے بھی استدلال کیا ہے اور یہ احادیث بہت زیادہ ہیں، لیکن موسیقی کی حرمت کے منکرین نے بھی احادیث رسول اللہ ﷺ سے استدلال کیا ہے، خاص طور پر درج ذیل فعل پیش کرتے ہیں،(حدثنا خالد بن ذکوان عن الربيع رضى الله عنها قالت :دخل النبى ﷺ غداةبنى على فجلس على فراشى كمجلسك منى و حويريات يضربن بالدف و يندبن من قتل من ابائى يوم بدرحتى قالت جارية: 'وفينا نبى يعلم مافى غد، فقال النبى ﷺ لاتقولى هكذا وقولى ماكنت تقولين)(۲) ترجمہ: نبی علیہ السلام ولیمہ کی صبح میرے پاس تشریف لائے اور میرے چارپائی پر اسی طرح بیٹھے جس طرح تم بیٹھے ہوئے ہو جب کہ چھوٹی بچیاں دف بجاتے ہوئے بدر کے شہداء کا مرثیہ گارہی تھیں کہ اسی اثناء میں ایک بچی نے شعر گایا 'اور ہم میں ایک نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں" اس پر نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم یوں نہ کہو، بلکہ وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھی۔"

ثقافت اسلامیہ کے باب میں آپ ﷺ کا یہ فرمان نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ اور اس مضمون پر چند احادیث کی بناء پر اہل علم میں ساز اور غنا کی حرمت و حلت میں علمی اختلافات سامنے آئے۔ اگرچہ اہل علم کی غالب اکثریت بعض مواقع مسرت پر ساز اور غنا کی بعض خفیف صورتوں کے علاوہ ان کے جواز کے قائل نہیں، مولانا محمد شفیع نے اس سلسلہ میں بتیس احادیث نقل کی ہیں جو ان کی کتاب "احکام القرآن" کی تیسری جلد کے ص ۲۰۵ سے ۲۱۳ پر پھیلی ہوئی ہیں، اس کے علاوہ انہوں نے ایک الگ اور مستقل پرچہ بھی اس موضوع پر تالیف کیا ہے" اسلام اور موسیقی" کے عنوان سے، اس میں ۴۲ احادیث جمع کی گئی ہیں۔ علامہ شیخ عبداللہ یوسف نے "احاديث ذم الغنا والمعازيف فى الميزان" کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں چھیانوے احادیث ہیں، یہ احادیث اپنے موضوع کے ہر پہلو پر مشتمل ہیں، اگرچہ علامہ البانی نے ان احادیث کی تخریج کرتے ہوئے صرف آٹھ کو صحیح، ستر کو ضعیف اور اٹھارہ کو موقوف قرار دیا ہے، لیکن البانی صاحب کا موقف بھی موسیقی کی حرمت کا ہی ہے۔ انہوں نے بھی "تحريم آلات الطرب" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ محمد حسین کلیم نے " حرمت ساز و آواز" کے عنوان سے ایک رسالہ اردو

---

(۱) تفسیر قرطبی، ج:۱۳، ص:۷۸

(۲) نواب صدیق حسن خان، الحِطہ فی ذکر الصحاح الستہ، دراسۃ وتحقیق علی حسن حلبی، دار الجیل، بیروت، طبع ندارد، باب ثالث، ص:۱۳۶

زبان میں تصنیف کیا ہے اس میں انہوں نے آٹھ احادیث مبارکہ گلوکاروں کی مذمت میں اور سترہ احادیث، ساز کی مذمت میں پیش کی ہیں۔ اگرچہ حرمت سازوغنا کے مضمون پر مشتمل واردہ روایات زیادہ تر ضعیف ہیں لیکن ضعیف روایات کے بارے میں قاعدہ ہے، کہ کچھ اسباب ایسے ہیں جن کا ازالہ کثرت طرق سے ہو جاتا ہے، اور وہ یہ ہیں۔ -۱اختلاط و وہم -۲تدلیس -۳قوت حفظ میں خرابی ، ان اسباب کے ساتھ شرط یہ ہے کہ اگر راوی بذاتہ متدین اور صادق ہو تو کثرت طرق سے اس کے ضعف کا ازالہ کر کے اسے حسن لغیرہ کا درجہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ دوسری قسم کے اسباب وہ ہیں جن پر کثرت طرق کے اثرات مرتب نہیں ہوتے ، اور وہ یہ ہیں ۔ -۱راوی پر کذب کی تہمت ۔ ۲شذوذ۔ -۳فحش الغلط۔ ان اسباب کی بنا پر روایت کا ضعف ، کثرت طرق سے زائل نہیں ہو گا، اس حسن لغیرہ روایات کا تذکرہ بالخصوص ترغیب وترہیب میں جائز ہے۔[۱] یہ تو حرمت موسیقی پر واردہ کل احادیث کا تذکرہ تھا۔ اب ان احادیث کو زیر بحث لایا جائے گا جن کی تعداد اگرچہ کم ہے لیکن "صحیح" ہیں اور جن کو اپنے معنی میں واضح، روشن اور کھلی ہدایات (آیات واحادیث صحیحہ) کے بغیر رد کرنا نہ تو جائز ہے اور نہ ہی امت مسلمہ کا تعامل ہے۔

نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف)[۲] ترجمہ: "میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو بدکاری، ریشم، شراب اور سازوں کو حلال کر لیں گے"

الجامع الصحیح میں یہ روایت بالجزم تعلیق کے ساتھ روایت ہوئی ہے، امام بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔(وقال ہشام بن عمار حدثنا صدقة بن خالد ۔۔۔۔الخ)ہشام بن عمار امام بخاری کے استاد ہیں امام صاحب نے ان سے براہ راست استفادہ کیا ہے۔ البتہ یہ روایت صراحتِ سماع کے ساتھ بیان نہیں کی گئی۔ بنابریں حافظ ابن حزم نے اس پر انقطاع کا حکم لگایا ہے ، لیکن اول تو انہوں نے انقطاع کا حکم لگاتے ہوئے خود غلطی کا ارتکاب کیا ہے اور لکھا ہے۔(ھذا منقطع ولم یتصل مابین الصحیح بخاری و صدقة بن خالد)[۳] جب کہ امام بخاری اور صدقہ کے درمیانِ ہشام بن عمار کا واسطہ واضح طور پر موجود ہے۔ دوم یہ کہ یہ حدیث منقطع بھی نہیں ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اس پر تفصیلاً بحث کی ہے[۴] یہ روایت دیگر اسانید سے بھی مروی ہے اور ان اسانید سے منقطع واقع نہیں ہوئی۔ علامہ البانی نے بھی "تحریم آلات الطرب" میں ان اسانید کا ذکر کیا ہے ۔ امام بخاری کے علاوہ اس روایت کو ابن حبان ، حافظ

(۱) نووی، یحی بن شرف، الاذکار، تحقیق عامر بن علی یاسین، دار ابن خزیمہ ریاض، طبع اولی ۲۰۰۱، ص :۹

(۲) صحیح بخاری، کتاب الاشربۃ، ح:۵۵۹۰

(۳) بحوالہ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی (م ۸۵۲ھ)، فتح الباری، دار السلام ریاض، طبع اول، ج:۱۰، ص:۶۵

(٤) فتح الباری، ج:۱۰، ص:۷۱۔۶۵

اسماعیلی، حافظ ابن الصلاح، علامہ نووی، ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن کثیر، علامہ سخاوی، ابن العزیز صنعانی، امیر الصنعانی وغیرہم نے بھی صحیح قرار دیا ہے[۱] ابن الصلاح نے صراحت سے لکھا ہے۔(والحدیث صحیح معروف بالاتصال لشرط الصحیح)[۲] یعنی یہ حدیث صحیح کی شرط کے ساتھ صحیح متصل مشہور ہے۔ مذکورہ جن صاحبان نے اس روایت کو صحیح کہا ہے ان میں سے حدیث کی صحت وضعف میں ذرا بھر تساہل سے کام نہ لینے والے بھی شامل ہیں۔

اس موضوع پر دوسری صحیح حدیث یہ ہے:(الصوتان ملعونان فی الدنیا والآخرۃ مزمار عند نعمۃ ورنۃ عند مصیبۃ)[۳] ترجمہ: " دو آوازیں ایسی ہیں جو دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں ایک نعمت کے موقع پر مزمار اور دوسرا مصیبت کے وقت چیخنا چلانا۔" علامہ ہیثمی[۴] اور علامہ منذری[۵] نے اس روایت کے رجال کو ثقہ قرار دیا ہے، علامہ البانی نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔[۶] اس روایت کی تائید ایک حسن لغیرہ روایت سے بھی ہوتی ہے، جو مختلف کتب حدیث میں ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: (صوت عند نعمۃ لھو ولعب و مزامیر الشیطان، و صوت عند مصیبۃ لطم وجوہ وشق جیوب)[۷]

تیسری صحیح حدیث:(ان اللہ حرم علی الخمر والمیسر والکوبۃ، قال:کل مسکر حرام)[۸] ترجمہ:" بے شک اللہ نے مجھ پر خمر، میسر اور کوبہ کو حرام کیا ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔"

چوتھی صحیح حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے:(ان اللہ عزوجل حرم الخمر والمیسر والکوبۃ والغبیر وکل مسکر حرام)[۹] ترجمہ:" بے شک اللہ عزوجل نے شراب، جوا، کوبہ، مکئی کی شراب کو حرام قرار دیا ہے اور ہر نشہ دینے والی شے حرام ہے" اس حدیث کے راوی عمرو، الولید بن عبدہ جمہور کے نزدیک ثقہ اور موثق

---

(۱) البانی، ناصر الدین، تحریم آلات الطرب، مکتبہ الدلیل، طبع اول، ۱۹۹۷ء، ص:۳۸تا۴۰

(۲) ابن صلاح، عثمان بن عبد الرحمٰن (م ۶۴۳ھ)، المقدمہ، مطبعۃ السعادۃ مصر، طبعہ اولی، ۱۳۲۶ھ، ص:۹۰

(۳) مجمع الزوائد، ج:۳، ص:۱۳

(٤) مجمع الزوائد، ج:۳، ص:۷۵

(٥) المنذری: عبد العظیم (م ۶۵۶ھ)، الترغیب والترھیب، تحقیق ابو عبیدہ، مکتبۃ المعارف ریاض، طبع اول ۱۴۲۴ھ، ج۴، ص:۳۵۰

(٦) آلات الطرب، ص:۵۱، ۵۲

(٧) حاکم: ابو عبد اللہ، محمد بن عبد اللہ، الامام، الحافظ (م ۴۰۵ھ) المستدرک علی الصحیحین، بیروت، دار المعرفۃ، ج: ۲ص: ۵۰۴

(٨) ابو داؤد، کتاب الاشربۃ، باب فی الاوعیۃ، ح:۳۶۹۶

(٩) ابن حنبل، احمد، الامام (۲۴۱ھ)، المسند، بیروت، دار الکتب العلمیہ، طبعہ اولیٰ، ۱۴۱۳ھ ۱۹۹۳ء مسند عبد اللہ بن عمر، ج:۲، ص:۱۶۱،

ہیں، لہٰذا ان کی روایت حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔ امام بیہقی نے اسے ان الفاظ میں تخریج کیا ہے۔(ان ربی حرم علیّ الخمر والمیسر والکوبة والقنین والکوبة الطبل)[1]

پانچویں حدیث: جو صحت کے حکم کے ساتھ بیان کی گئی ہے وہ ایک واقعہ پر مشتمل ہے، الفاظ ہیں۔(کنت مع ابن عمر فسمع صوت طبل فادخل اصبعیه فی اذنیه ثم تنحّیٰ حتی فعل ذلک ثلث مرات ثم قال ہکذا فعل رسول الله ﷺ)[2] میں ابن عمرؓ کے ساتھ تھا انہوں نے طبل کی آواز سنی تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں، پھر باہر نکالیں، تین مرتبہ یونہی کیا، اور فرمایا کہ نبی مکرم ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ اگرچہ ابو داؤد کی یہ روایت حسن ہے جب کہ علامہ ابن الوزیر الیمانی نے توضیح الافکار میں لکھا ہے "صحیح علی الاصح" یعنی سب سے صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔[3]

چھٹی حدیث عمران بن حصینؓ کی روایت پیش کی ہے: (یکون فی ھذہ الامة خسف ومسخ و قذف فقال رجل من المسلمین یا رسول اللهﷺ ! ومتی ذاک؟ قال :اذا ظہرت القیان والمعازف وشربت الخمور)[4] ترجمہ: "اس امت میں خسف (زمین میں دھنسائے جانا)، مسخ (شکلوں کا بدلنا) اور قذف (تہمت زنی) کے واقعات ہوں گے۔ آپ ﷺ سے ایک مسلمان نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ واقعات کب ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب آلات موسیقی، گانے بجانے والیاں اور شراب عام ہو جائے گی" اس روایت کو علامہ البانی نے السلسلة الصحیحه کی حدیث نمبر ۱۶۰۴ پر درج کیا ہے۔ چونکہ اس مفہوم کو حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کی صحیح بخاری میں موجود روایت بھی ادا کرتی ہے۔ اس کی تائید میں بہت سی روایات موجود ہیں، جو حضرت علی، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو امامہ، حضرت انس، حضرت ربیعہ اور حضرت عبد الرحمن بن ثابت رضی اللہ عنہم سے بسند صحیح مرسل مروی ہے۔[5] ایک اور حدیث میں نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:(الجرس مزمار

---

(۱) بیہقی ابو بکر احمد بن الحسین بن علی، الامام الشیخ، معرفة السنن والآثار، (تحقیق: سید کسروی حسن) بیروت دار الکتب العلمیه طبعه و سن ندارد ج:۱، ص:۲۲۲

(۲) قزوینی: ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ: الامام الحافظ (م ۲۷۳ھ)، السنن، ابواب النکاح، باب اعلان النکاح، ریاض: دار السلام، طبعۃ اولیٰ ۱۹۹۹ء، ح:۱۹۰۱

(۳) ایضاً ج:۱، ص:۱۵۰

(٤) ترمذی: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، (م ۲۷۹ھ)، الجامع المختصر من السنن عن رسول اللہ، کتاب الفتن، باب المسخ والخسف، دار السلام، طبعۃ اولی: ۱۹۹۹، ح: ۲۲۱۲

(٥) تحریم آلات الطرب، ص ۶۳ـ۶۸

الشیطان) (۱) ”گھنٹی شیطان کا ساز ہے“ ۔ اسی طرح حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:(لا تدخل الملائكة بيتا فيه جلجل ولا جرس)(۲) ترجمہ:”جس گھر میں گھنگھرو اور گھنٹیاں بجتی ہوں،اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔“ حضرت عائشہؓ سے بھی گھنگرو کی مخالفت میں روایت آتی ہے۔ سنن ابی داؤد میں بتانہ مولاۃ عبدالرحمن بن حیان انصاری کا بیان ہے:(بينها هى عندهااذ دخل عليها بجارية وعليها جلاجل يصوتن فقالت لاتدخلنها على الاان تقطعوا جلاجلها)(۳) ”میں حضرت عائشہؓ کے پاس تھی کہ ان کے پاس ایک لونڈی لائی گئی جس کے گھنگرو بندھے ہوئے تھے جن سے آواز آرہی تھی توسیدہ عائشہؓ نے کہا: گھنگرو کاٹے بغیر اسے میرے پاس مت لاؤ“۔ اپنے اس فعل اور کراہت پر حضرت عائشہؓ نے حدیث سے دلیل بھی دی ہے۔اسی میں فرماتی ہیں:(سمعت رسول اللهﷺ يقول لاتدخل الملئكة بيتا فيه جرس)(۴) ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں گھنٹی ہو“

اس طرح حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک لونڈی حاضر ہوئی جس کے پاؤں میں گھنٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ تو حضرت عمرؓ نے انہیں کٹوادیا۔ اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہے۔(۵) حضرت ام سلمہؓ اور حضرت عمرؓ کی روایات میں اگرچہ سنداً کمزوری موجود ہے مگر حضرت عائشہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں جرس کو شیطان کا مزمار کہا گیاہے اور شیطانی کاموں پر ہی تو فرشتے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے اور ان سے دور رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور سیرت مبارکہ کے یہ اہم نِکات اور بہت سے دیگر دلائل کی بناء پر جو کہ بہت مضبوط اور پختہ بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ علماء اسلام آلات موسیقی کی حرمت کے فتوی میں متفق ہیں اور ہر دور کا تعامل امت آلات موسیقی کی حرمت پر دلیل ہے، تعامل امت اگر قرآن وسنت کے برعکس نہ ہو تو وہ ((صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ...))(۶) کے حکم میں

(۱) مسلم القشیری نیساپوری، الصحیح، کتاب اللباس والزینۃ، باب کراھۃ الکلب والجرس فی السفر، دارالسلام ریاض، ۱۹۹۹ء، طبع اول، ح: ۶۲

(۲) نسائی:احمد بن شعیب (م ۳۰۳ھ)،السنن الصغری، کتاب الزینۃ من السنن، فزع الخاتم عند دخول الخلا، ریاض: دار السلام، طبعۃ اولی ۱۹۹۹ء، ح: ۵۲۲۴

(۳) ابوداؤد، کتاب الترجیل، باب ماجآء فی الجلاجل، ح: ۴۲۳۰

(۴) مسند احمد، حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ح: ۲۶۱۰۶، ص: ۲۸۰

(۵) ابوداؤد، کتاب الترجیل، باب ماجآء فی الجلاجل، ح: ۴۲۳۰

(۶) سورۃ الفاتحہ (۱): ۷

داخل ہے۔ البتہ درج ذیل چند حدود و شروط کے ساتھ، دف کی اجازت دی گئی ہے۔ ۱) دف آٹا چھاننے والی چھلنی جیسی ہو۔ جس کے ساتھ جرس یا جلاجل "گھنگرو" نہ بندھے ہوں۔ ۲) دف بجانے والی کم سن بچیاں ہوں۔ ۳) دف کے ساتھ گائے جانے والے اشعار ملی یا جہادی ترانے ہوں۔ یا پھر حقیقت حال پر مبنی سادہ مگر مترنم آواز میں پڑھے جانے والے بول ہوں۔ ۴) ترانے یا قصیدے کے الفاظ ذو معنی نہ ہوں کہ ان سے فحش اشارے ملتے ہوں۔ ۵) یہ مترنم آوازیں اور دف محض وقتی تفریح کا باعث ہوں نہ کہ کل وقتی اور لہو و لہب کی طرف مائل کرنے والی عادات۔ ۶) اس جہادی، مدحتی یا مذمتی غنا اور دف کو باقاعدہ پیشہ ورانہ مغنیات سے محفوظ رکھا جائے۔ ۷) دف کی اس اجازت کو عادت نہ بنالیا جائے، محض تہواروں کے ایام تک اس کو محدود کر دیا جائے۔ ۸) اسے سننے اور اس پر سر دھننے کے لیے کارآمد افراد امت، مردان کار اور مردانہ معاشرہ اس کا اہتمام نہ کروائے اور نہ ہی ان محافل میں شریک ہو کر وقت کے ضیاع کا باعث بنے۔ ۹) ہاں البتہ اگر پہلے سے موجود ہوں اور اہتمام سے اس غنا و دف کو نہ سنا جائے تو وہاں موجود رہنا اور اٹھ کر نہ جانا جائز ہے۔ ۱۰) گانے کے بول خوشی کے اظہار اور نعمت کے ملنے پر شکر الٰہی کا انداز لیے ہوئے ہوں۔ یہ وہ شرائط اور حدود ہیں جو مختلف روایات جو کہ دف یا غنا کی اباحت پر دلیل ہیں کو مد نظر رکھ کر استنباطی انداز میں مرتب کی گئی ہیں۔ تاہم اس استنباط کے دلائل کو مزید تفصیل کے ساتھ پیش کرنا بھی نہایت اہم ہے، تاکہ زیر بحث موضوع پر سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ وسعت کے ساتھ کیا جاسکے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل دلائل کا جائزہ لینا نہایت اہمیت رکھتا ہے ا۔ یوم عید کے روز بچیوں کا گانا بجانا۔[۱] ۲۔ استقبال محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے یثرب شہر کی چھتوں پر بچیوں کا ہجوم اور ان بچیوں کا اظہار خوشی کرنا۔ ۳۔ حضرت بریدہؓ کی روایت جس میں ایک سیاہ فام لونڈی کا آپ ﷺ کی سلامتی، غزوہ سے واپسی پر بطور نذر دف بجانا۔[۲] ۴۔ عید کے دن چند حبشی آدمیوں کا مسجد نبوی ﷺ میں برچھیوں سے کھیل کھیلنا۔[۳] ۵۔ حضرت عائشہ کو کسی گانے والی سے گانا سننے کی اجازت دینا۔[۴] ۶۔ حضرت عائشہؓ کی کسی عزیزہ کی شادی پر دلہن کے پاس گانا گانے اور دف بجانے کی اجازت دینا۔[۵] ۷۔ حضرت ام سلمہؓ کا گانے والی لونڈی کو دیکھ کر گانے سے منع کرنا اور نبی ﷺ کا اجازت دینا کہ آج عید کا دن

(۱) صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب الجراب والدرق (۲)، ۹۴۹

(۲) ترمذی، باب فضائل عمرؓ، ح: ۳۶۹۰؛ بیہقی، ج: ۱۰، ص: ۷۷

(۳) مسلم، کتاب صلاۃ العیدین، باب الرخصۃ فی اللعب الذی لا معصیۃ فیہ، ج: ۲۰۶۴

(٤) مسند احمد، ح: ۱۵۲۹۳، ہ: ۳، ص: ۴۴۹

(٥) مجمع الزوائد، ج: ۴، ص: ۳۷۹

ہے۔[۱] ۸۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا بانسری کی آواز سن کر اپنے کان بند کر لینا اور ساتھ چلنے والے (ابن عمرؓ) کو اس کا حکم نہ دینا اور اسی طرح حضرت ابن عمرؓ کا فعل اور حضرت نافعؒ کو کان بند کرنے کا پابند نہ کرنا۔[۲] ۹۔ نزول وحی کے طریقوں میں سے ایک طریقہ صلصلة الجرس ہونا۔[۳] ۱۰۔ حضرت الربیعؓ کی شادی پر بچیوں کا دف بجانا۔[۴]

یہ وہ دس دلائل ہیں جن سے موسیقی کی حرمت یا پھر کم از کم رسول اللہ ﷺ کی شدید نفرت کا اظہار بظاہر نہیں ہوتا، جب کہ اسلاف امت سے غالب جمہور نے موسیقی کی مطلق حرمت پر اتفاق کیا ہے۔ تعامل امت سے بھی موسیقی کے قابل نفرت اور دین سے متضاد ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ لہٰذا ان دس دلائل کی تحقیق و تخریج نہایت ضروری ہے تاکہ موسیقی اور اس سے لطف اندوز ہونے کی شرعی حیثیت واضح ہو سکے، آنے والے صفحات پر ان دس دلائل کا شق وار جائزہ لیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

1۔ **یوم عید اور بچیوں کا گانا بجانا۔** حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں: (دخل علی رسول اللهﷺ وعندی جاریتان تغنیان بغنا ء بعاث فاضطجع علی الفراش وحول وجهه ودخل ابوبکرؓ فانتهرنی وقال مزمارة الشیطان عندالنبی ﷺ فاقبل رسول اللهﷺ فقال،دعهما، فلما غضل غمرتهما فخر جتا)[۵]
ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، اس موقع پر دو چھوٹی بچیاں جنگ بعاث کے گیت گا رہی تھیں۔ آپ ﷺ بستر پر دراز ہو گئے اور اپنا رخ دوسری طرف کر لیا۔ (اسی اثنا میں) حضرت ابو بکرؓ گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے ان کو دیکھ کر مجھے سرزنش کی اور کہا: نبی ﷺ کے گھر میں شیطانی ساز؟ تو (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوئے اور فرمایا: انہیں چھوڑ دو (گانے دو)۔ پھر جب حضرت ابو بکرؓ دوسرے کام میں مشغول ہو گئے تو میں نے انہیں چلے جانے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں چلی گئیں“ (یہ عید کا دن تھا) (صحیح بخاری میں ایک اور مقام پر اس واقعہ پر

---

(۱) طبرانی: ابوالقاسم (م ۳۶۰ھ) المعجم الکبیر، [بیروت: دار الکتب العلمیہ، طبعہ اولیٰ ۱۴۲۸ھ] ح: ۵۵۸، ص: ۲۶۵۔۲۶۴

(۲) ابو داؤد، کتاب الادب، باب کراھیۃ الغناو المزمار، ح: ۹۲۴

(۳) ابن حبان: ابو حاتم (م ۳۹۷ھ)، الاحسان فی تقریب الصحیح، [لبنان: بیت الافکار الدولیہ، طبعہ و سن ندارد] کتاب الوحی، باب ذکر وصف نزول الوحی، ج: ۳۸، ص: ۵۰

(٤) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب (۱۲)، ح: ۴۰۰۱

(٥) ایضا، کتاب العیدین، باب الحراب والدرق (۲)، ح: ۹۴۹

مشتمل روایت میں ((عندی جاریتان)) جگہ ((عندھما قینتان)) کے الفاظ آتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے درج ذیل نکات متحقق ہوتے ہیں:

۱۔ جہادی ترانے یا بہادری کے گیت یا قومی واقعات یا فتوحات پر مشتمل گانے گائے جاسکتے ہیں۔ ۲۔ مختلف تہواروں اور خوشی کے مواقع پر تفریح اور مسرت کے مباح طریقوں میں قومی حمیت پر مشتمل ترانے اور گیت گانا بھی ہیں۔ ۳۔ گیت یا ترانے جواری، یعنی چھوٹی بچیاں گا سکتی ہیں۔ ۴۔ بچے مختلف قسم کی مباح تفریحی مشاغل سے لطف اندوز ہو رہے ہوں تو انہیں وقت کی مناسبت کے اعتبار سے روکنا نہیں چاہئے۔ ۵۔ باتمیز بچیوں کو یہ تربیت دینی چاہیے کہ جب بڑوں کا اجتماع ہو تو اپنی تفریحی سرگرمیاں ترک کر دیں۔

ترنم وخوبصورتی سے اشعار پڑھنے کی صرف اباحت ہے کیونکہ حضرت ابو بکرؓ کے گانے کو شیطانی ساز قرار دینے پر رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار کی جو کہ تقریری حکم ہے اس روایت سے موسیقی کی حلت کے بعض قائلین نے جاریتان سے مراد پیشہ ور مغنیات لیا ہے۔ اس کی دلیل انہوں نے یہ دی ہے کہ ایک دوسری روایت میں جاریتان کی بجائے قینتان کا لفظ آیا ہے۔ اور قینتان کہ جس کی واحد قینة ہے اس کا مطلب ماہر فن یعنی پیشہ ور مغنیہ ہے لہذا قینة کی لغوی، عملی اور فقہی تحقیق، حدیث کے مفہوم کو سمجھنے اور مسئلہ کے استنباط کے لیے نہایت ضروری ہے۔ ۱۔ ماہرین لغت نے اس کا معنی لونڈی بتایا ہے خواہ وہ گاتی ہو یا نہ گاتی ہو۔[1] علامہ جوہری نے اس پر زہیر کے شعر سے بھی استشہاد لیا ہے اور قینة کی مزید صراحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (قال ابوعمرو: کل عبد عندالعرب ،قین والامة قینة، قال وبعض الناس :یظن القینة المغنیة خاصة،قال ولیس ھو کذالک)[2] "ابو عمرو نے کہا اہل عرب ہر غلام کو قین اور ہر لونڈی کو قینة کہتے ہیں۔ اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قینة خاص طور پر مغنیہ کو کہتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں"۔ مشہور لغوی مفسر علامہ زمخشری بھی قینہ کا معنی لونڈی ہی کرتے ہیں۔ (القینة الامة غنت ام لا)[3] ابن منظور افریقی نے بھی قینة کا معنی یہی کیا ہے انہوں نے ابو عمرو کا مذکورہ قول بھی نقل کیا ہے[4] بلکہ انہوں نے تو حضرت عائشہؓ کی مذکورہ روایت سے بھی قینة کے غیر مغنیہ ہونے پر

---

(۱) جوہری، اسماعیل بن حماد (م ۳۹۸ھ)، الصحاح تاج اللغة وصحاح العربیة، احیاء التراث العربیہ، ۱۹۹۹ء، ج:۵، ص:۱۷۵۳

(۲) ایضا

(۳) زمخشری جار اللہ محمود بن عمر، الفائق فی غریب الحدیث [بیروت: دار الکتب العلمیہ طبعہ وسن ندارد]، ج:۲، ج:۳، ص:۱۳۵

(۴) لسان العرب، ج:۱۳، ص:۳۵۱

استشہاد لیاہے۔ اگر اس لفظ قینۃ سے ،پیشہ ور مغنیہ ثابت کرنا مقصود بھی ہو تو یہ لفظ خاص ہے لونڈی کے لیے،لہذا آزاد عورت کے لیے اس صورت میں بھی موسیقی کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ ابن منظور افریقی نے لیث کا قول،(عوام کے ہاں قینۃ بمعنی ایسی لونڈی جو غنا کا پیشہ اختیار کرلے)، کا تذکرہ کیاہے،لیکن ساتھ ہی اس معنی کا رد بھی کر دیاہے[1] قینۃ کی لغوی تحقیق علامہ زمخشری کی ہی کفائت کرتی تھی کیونکہ وہ قرآن کی تشریح میں لغت عرب کو بنیاد خیال کرتے ہیں اور معاصرین میں تحقیق وتفحص کے نام پر موسیقی کو مباحات فطرت میں شامل کرنے والے متجددین بھی قرآن وحدیث کی توضیح میں لغت کو بنیادی اہمیت دیتے ہیں،قینتان کا مفہوم اخذ کرنے میں منطقی اور فقہی اصول یہ ہے کہ راوی اپنی حدیث کا جو مفہوم یا تشریح کرے،اسی کو قبول کیا جائے اس اصول کے پیش نظر قینتان کی تشریح بھی اگر سیدتنا عائشہؓ سے مروی ہو،تو اسے ہی ترجیح حاصل ہوگی،اور دیگر سب آراء کی کوئی حیثیت نہ ہوگی، ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ۔(ولیستا بمغنیتین)[2] "اور وہ ماہر فن (پیشہ ور) گانے والیاں نہ تھیں۔"

۲۔اسی واقعہ پر مشتمل روایات جو صحیح بخاری میں موجود ہیں مختلف راویوں سے مروی ہیں جبکہ یہ روایت مسند احمد میں بھی مروی ہے۔یہاں اسے ایک چارٹ کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ تفہیم میں کوئی ابہام نہ ہو۔

صحیح بخاری میں روایتِ حدیث کا چارٹ

1۔ محمد بن عبد الرحمٰن ابو الاسود الاسدی ←---عروہ ←-----حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا(جاریتان)ح: ۹۵۲

2۔ ہشام----------------←----عروہ ←------حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا(جاریتان)ح: ۳۵۲۵

3۔ ابنِ شہاب زہری---------←------←----عروہ ←----حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (جاریتان)ح: ۹۴۹

4۔شعبہ ←------- ہشام--←------عروہ ←------حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (قینتان)ح:

---

(۱) ایضاً

(۲) لسان العرب،ج:۱۳،ص:۳۵۱

۳۹۳۱

چارٹ بتارہاہے کہ صحیح بخاری میں اسی واقعہ پر مشتمل روایت عروہ سے چار راویوں نے بیان کی ہے، پہلے تینوں راویوں نے جاریتان کے الفاظ روایت کیے ہیں۔ جبکہ چوتھی روایت میں صرف شعبہ نے قینتان کے الفاظ روایت کیے ہیں۔

مسند احمد میں روایتِ حدیث کا چارٹ

شعبہ ←--------ہشام ←---------عروہ ←--------حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (جاریتان)، 6/ 99

۳۔ محدثین کے نزدیک چاروں روایات ٹھیک ہیں[۱] اور صحیح بخاری کی روایت ہونا بھی صحت حدیث کی اعلی دلیل ہے[۲] لیکن ان کے نزدیک روایتِ شعبہ میں کچھ وہم ہوئے ہیں، جن میں سے ایک یہ کہ جاریتان کی جگہ پر قینتان کا ہونا، دوسرا یہ کہ اس میں یہ شک بھی بیان ہوا ہے کہ یہ دن عید الفطر یا عید الاضحی کا تھا، تیسرا یہ کہ شعبہ کی اپنی روایت جو کہ مسند احمد میں ہے، اس میں قینتان کی بجائے جاریتان ہی کا لفظ ہے۔ وہم یا شک کے یہ سب پہلو قینتان کو مرجوح اور جاریتان کو راجح ثابت کرتی ہیں۔ اس بناء پر شارحین حدیث نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ (لم تتخذالغناء صناعة و عادة) "انھوں نے غنا کو پیشہ اور عادت کے طور پر اختیار نہیں کیا۔" ۴۔ شارحین حدیثؒ نے لفظ جاریتان سے استدلال کیا ہے کہ جس گانے کی شرع میں اجازت ہے وہ صرف نابالغ بچیاں گا سکتی ہیں کیونکہ جاریۃ نابالغ بچی اور لونڈی کے معنوی اشتراک کا حامل لفظ ہے[۳] اس حدیث میں بیان کردہ سارا واقعہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، اور متعلق بھی انہی کے ہے، پھر لفظ 'جاریتان' بھی انہی کا کلام ہے لہٰذا متکلم بھی وہی ہیں اور ان کے الفاظ "لیس بمغینتین" نے تاویل کا کوئی احتمال باقی نہیں رہنے دیا، پس لفظ جاریتان کا مطلب صرف غیر پیشہ ور ہیں اور اس میں جاریۃ کو صغیر السن کے مفہوم میں لایا گیا ہے۔ اس کی تاویل کا پہلو یہ ہے کہ استقبال رسول اللہ ﷺ کے وقت بھی بچیاں ہی استقبالیہ گانے گا رہی تھیں، پیشہ ور مغنیات کے موقف کی مرجوحیت اس شرعی حکم

(۱) صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب، سنۃ العیدین لاھل الاسلام (۳)، ح:۹۵۲

(۲) فتح الباری، ج:۲، ص:۵۶۸

(۳) عینی: بدرالدین ابو محمد حمود بن احمد: الامام (م ۸۵۵ھ)، عمدۃ القاری (تحقیق محمد عدنان) بیروت: دارالاحیاء التراث العربی، طبعۃ اولی، ۲۰۰۳ء، ج:۴، ص:۳۹۵

سے بھی واضح ہوتی ہے، کہ ایسی لونڈیوں کی خرید و فروخت غنا کی وجہ سے ممنوع ہے جو گانا گاتی ہیں۔[۱] اس ممانعت سے لونڈیوں کے غنا کی صلاحیت کو نظر انداز کرنے اور اس کی حوصلہ شکنی کرنے کے مقاصد ہی ظاہر ہوتے ہیں، تو قرینہ یہ ہوا کہ خود لونڈیوں کو اس کی اجازت دے کر رسول اللہ ﷺ کیونکر حوصلہ افزائی فرماتے؟ شارحینِ حدیث جو حدیث کی بہتر تفہیم کے لیے عہد حیاتِ نبوی کا مطالعہ بڑی عرق ریزی سے کرتے ہیں، نے بھی یہاں جاریتان سے مراد نابالغ بچیاں لیا ہے۔ علامہ نوویؒ نے ان احادیث کا باب درج ذیل الفاظ سے قائم کیا ہے، (فصل فی جواز لعب الجواری الصغار وغناءھن وضربهن بالدف یوم العیدین) "یہ فصل عیدین کے روز چھوٹی بچیوں کے کھیل، ان کے گانے اور ان کے دف بجانے کے جواز میں ہے"۔ اسی طرح امام عینی حنفی[۲]، علامہ ابن قیم، ابن تیمیہ[۳] اور ابن جوزی[۴] بھی اس سے چھوٹی بچیاں مراد لیتے ہیں، لفظ 'غنا' کی تحقیق بھی حدیث کا مفہوم مستنبط کرنے میں نہایت اہم ہے۔ اہل عرب آواز بلند کرنے اور اس کے خوبصورت بنانے کو غنا کہتے ہیں۔ یہ ایسی آواز ہوتی ہے جیسی حدی خواں اونٹوں کو ہانکتے وقت نکالتے ہیں[۵] ابن منظور افریقی نے حضرت عائشہؓ کی مذکورہ روایت میں موجود غنا سے مراد یہی لیا ہے۔[٦] ابن حجر عسقلانی نے بھی اس کی یہی تعریف کی ہے لیکن وہ اس میں ترنم کا اضافہ کرتے ہیں[۷] اور آواز کو خوبصورت بنانا، ترنم ہی کی اقسام میں سے ہے[۸] اس لیے علماء اور شارحین حدیث نے حدیث میں موجود "غنا" سے مراد فنی تقاضوں کے مطابق خاص غنا نہیں لیا بلکہ اسے اناڑی یعنی غیر تربیت یافتہ کا گانا مراد لیا ہے اور پھر وہ جنگ بعاث سے متعلق تھا اور اس سب کے باوجود شیطانی ساز کے حضرت ابو بکرؓ کے الفاظ کی رسول اللہ ﷺ نے نکیر نہیں فرمائی۔ حدیث عائشہؓ پر اس بحث سے ذیل کے نکات بطور حاصل نتیجہ مترشح ہوئے۔ الف) عیدین پر چھوٹی بچیاں گا سکتی ہیں اور حدیث عائشہؓ میں بھی چھوٹی بچیوں ہی کے گانے کا واقعہ ہے۔ ب)

---

(۱) الشاشی، نظام الدین، اصول الشاشی، ازاد بک ڈپو، لاہور، ص:۱۲

(۲) فتح الباری، ج:۲، ص:۵٦۸۔۱۱۷

(۳) عمدۃ القاری، ج:٦، ص:۳۹۵

(٤) ایضاً

(٥) مجموعہ رسائل الکبری، ج:۲، ص:۳۰۲

(٦) ابن جوزی، تلبیس ابلیس، ص:۱۹۷

(۷) لسان العرب، ج:۱۵، ص:۱۳٦

(۸) ایضاً، ج:۱۹، ص:۷۴

چھوٹی بچیاں ایسے گیت گا سکتی ہیں جو قومی حمیت، جہادی شوق اور دیگر بامقصد اشعار پر مشتمل ہوں۔ ج) یہ سادہ غنا بھی مستحبات میں سے نہیں، صرف مباح ہے کیونکہ حدیث میں حکم موجود ہے کہ غنا شیطانی ساز ہے، اور شیطانی جھکاؤ کی وجہ سے اس میں بے حد احتیاط کی لازمی ضرورت ہے۔

2۔ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے موقع پر بچیوں نے دف بجاکر استقبالی گانا گایا، یہ جوازِ موسیقی کے قائلین کی دوسری دلیل ہے[١]

سیرت النبی ﷺ کے اس اہم واقعہ سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ گانے والی بچیاں تھیں لہذا بچیاں گا سکتی ہیں اور دف بھی بچیاں ہی بجا سکتی ہیں۔ ۲۔ گانا استقبالی کلمات پر مشتمل تھا لہذا ایسے اشعار جو فحش نہ ہوں، اور اسلامی تعلیمات خصوصاً حیا کے خلاف نہ ہوں تو گائے جاسکتے ہیں۔ ۳۔ چونکہ اس استقبال سے کافروں پر رعب کا مقصد بھی حاصل کیا گیا، لہذا اس مقصد کے تحت سادہ شاعری کو گایا جاسکتا ہے۔ ۴۔ رسول اللہ ﷺ کی نعت کہنا اور اسے مترنم پڑھنا نہ صرف جائز ہے بلکہ محمود ہے۔ جس طرح حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے خود اس کام پر مامور فرمایا، اور یہ استقبالی گانا بھی نعتیہ اشعار پر مشتمل ہے۔

علاوہ ازیں بنی نجار کی بچیوں کے استقبالی نعت پڑھنے کی روایت کے الفاظ میں اختلاف اور استنادی حیثیت پر بھی ماہرین نے کلام کی ہے، "* السیرۃ الحلبیہ" کی روایت کی اسنادی حیثیت یہ ہے کہ اس میں تین یا اس سے زائد واسطے منقطع ہیں۔ اس لیے اسے معضل کہا گیا ہے[٢] بلکہ ناصر الدین البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔[٣] ابن ماجہ میں وارد حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت[٤] صحیح ہے[٥] لیکن اس میں استقبالی گانے کے نعتیہ الفاظ دوسرے ہیں اور وہ یہ ہیں(نحن جوار من بنی نجار یا حبذا محمد من جار)[٦] "ہم بنو نجار کی بچیاں ہیں، خوش قسمتی ہے کہ آج محمد ﷺ ہمارے ہمسائے بنے ہیں۔" اور واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک گلی سے گزر رہے تھے، تو بنی

---

(١) ایضاً

(٢) فتح الباری، ج:٢، ص:٥٧١

(٣) البانی، ناصر الدین، السلسلۃ الضعیفہ، المکتبۃ المعارف ریاض، ح:٥٩٨

(٤) ابن ماجہ، ابواب النکاح، باب اعلان النکاح، ح:١٨٩٩، ص:٢٧٢

(٥) فتح الباری، ج:٧، ص:٢٦٢۔٢٦١

(٦) ابن ماجہ، ابواب النکاح، باب اعلان النکاح، ح:١٨٩٩، ص:٢٧٢

نجار کی بچیاں اور لونڈیاں یہ نعت پڑھ رہی تھیں۔ معجم طبرانی کی روایت بھی سنداً صحیح نہیں کیونکہ اس کا راوی مصعب بن سعید ابو خثیمہ المعیصی متکلم فیہ ہے۔ان پر الزام ہے کہ وہ منکر روایات روایت کرتے ہیں[۱] ابو خیثمہ کی روایت طبرانی کے علاوہ بیہقی کی "دلائل النبوۃ" اورابن کثیر کی "البدایة والنهایة "[۲] میں بھی ہے لیکن ان سب روایات میں الفاظ کا فرق موجود ہے جیسا کہ طبرانی میں (نحن قینات من بنی نجار) ہے جبکہ دیگر سب میں (نحن من بنی نجار) کے الفاظ ہیں۔* طبرانی ہی کی" المعجم الصغیر"میں (فاذاجواری یجربن بالدف و بقلن ؛نحن قینتات من بنی نجار) کے الفاظ ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے قینات سے مراد جواری یعنی چھوٹی بچیاں ہی ہیں۔* یہ واقعہ دیگر روایتوں میں بھی ہے مثلاً" صحیح بخاری"[۳] میں مختصراً ہے اس میں بھی اور دیگر روایات میں غلمان وخدام کا تذکرہ ہے یعنی کہ بچے اور خادم لوگ یہ گیت گا رہے تھے۔

3۔ بریدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ میں نکلے ، پھر جب واپس آئے تو ایک سیاہ رنگ کی (حبشی)لونڈی نے آکر کہا: اللہ کے رسول! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ نے آپ کو بخیر و عافیت لوٹایا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گانا گاؤں گی، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:" اگر تو نے نذر مانی تھی تو بجالے ورنہ نہیں"، چنانچہ وہ بجانے لگی، اسی دوران ابو بکرؓ اندر داخل ہوئے اور وہ بجاتی رہی، پھر علیؓ داخل ہوئے اور وہ بجاتی رہی ، پھر عثمانؓ داخل ہوئے اور وہ بجاتی رہی، پھر عمرؓ داخل ہوئے تو انہیں دیکھ کر اس نے دف اپنی سرین کے نیچے ڈال لی اور اسی پر بیٹھ گئی، یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" عمر! تم سے شیطان بھی ڈرتا ہے،"[۴]

بریدہؓ کی حدیث سے ذیل کے نکات مستنبط ہوسکتے ہیں:

ا۔لونڈیوں کا دف بجانا جائز ہے۔ ۲۔ دف بجانا اگرچہ لونڈیوں کے لیے جائز ہے لیکن دف بجانے کے عمل میں کراہت موجود ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب لونڈی دف بجا رہی تھی اور سیدنا عمرؓ کو دیکھ کر اسے چھپالیا تو آپ ﷺ نے ان الفاظ میں تبصرہ کیا کہ (عمر: تم سے تو شیطان بھی ڈرتا ہے) ۳۔جہاں لونڈیاں دف بجا رہی ہوں وہاں بیٹھنا جائز ہے۔ ۴۔اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مکروہ کاموں کی نذر ماننا جائز ہے؟ جبکہ نذر

(۱) ذہبی، محمد بن احمد (م ۷۴۸ھ)، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، مکتبة السعادة مصر، طبعہ اولی، ۱۳۲۵ھ، ج:۶،ص:۱۲۰۔۱۱۹

(۲) ایضا، ج:۳،ص:۲۰۰ ؛ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج:۳،ص:۴۶۵

(۳) صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب (۴۲)، ح:۳۹۲۳

(۴) ترمذی، باب فضائل عمر، ح:۳۶۹۰

کے بارے میں نبی ﷺ کا فرمان ہے: (انما النذرماابتغی به وجه الله)[۱] "نذر اس عمل کے بارے میں کی جاسکتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہو"۔ اور مسند احمد ہی میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ: (من نذر ان یطیع الله فلیطیعه) یعنی "جو اللہ کی فرمانبرداری کی نذر مانے تو وہ اسے پورا کرے"۔ فقہائے احناف کا مؤقف ہے کہ نذر صرف ایسے عمل کی ہو سکتی ہے جس سے قربت مقصود ہو۔[۲] ایک حدیث میں آتا ہے کہ صحابی رضی اللہ عنہ نے ابو اسراء کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اس نے کھڑے رہنے اور نہ بیٹھنے، سایہ نہ لینے اور بات نہ کرنے اور روزہ رکھنے کی نذر مانی ہے؛ آپ ﷺ نے فرمایا: (مره فلیتکلم ولیتظل ولیتقعد ولیتم صومه)[۳] اسے کہو، کہ گفتگو بھی کرے اور سایہ بھی لے، بیٹھے بھی، لیکن روزہ مکمل کرے۔ ان سب احادیث کی موجودگی میں کیا ایسی نذر ماننے کی اور اسے پورا کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے جو مکروہ عمل پر ہو۔ درحقیقت مختلف احادیث کی روشنی میں دف بجانا ایک ایسا مباح عمل ہے جو زرا سی بے احتیاطی سے مکروہات میں شامل ہو سکتی ہے، اور مباح اعمال کی نذر ماننا اور پورا کرنا جائز ہے۔ امام خطابی نے لونڈی کی دف بجانے کی نذر پوری کرنے کی اجازت پر اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی باسلامت واپسی پر خوشی کے اظہار کی نذر تھی اور آپ ﷺ کی باسلامت واپسی کی خواہش رکھنا تو ثواب ہے بلکہ یہ نذر نفلی اطاعت کی طرح قربت کا باعث بن گئی کیونکہ اس سے کفار کو تکلیف اور منافقین کو توہین کا احساس ہوا۔[۴] جہادی اسفار میں کفار و منافقین کی تکلیف اور اہانت کا پہلو نکالنا محمود ہے بلکہ بحکم شارع علیہ السلام ثابت ہے۔ جیسے مسلمانوں کو میدان جنگ میں فخریہ کلمات کہنا اور دشمن کو مرعوب کرنے کے لیے سیاہ خضاب لگانا۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے امام بیہقی کے حوالے سے بھی یہی بات "فتح الباری کی جلد ۱۱ میں صفحہ ۵۸۸ پر نقل کی ہے۔

4۔(قالت عائشةؓ لقد رأيت رسول اللهﷺ يقوم على باب حجرتي والحبشة يلعبون بحرا بهم فی مسجد رسول اللهﷺ يسترنى برد آئمةلكی انظرالی لعبهم ثم يقوم من اجلی،حتی اكون اناالتی انصرف فاقدروقدر الجارية الحديثةالسن حر يصةعلى اللهو)[۵] ترجمہ: ام المؤمنین عائشہؓ کہتی ہیں کہ

---

(۱) مسند احمد، ح:۶۶۷۵، ج:۲، ص:۳۸۰

(۲) صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، ح:۶۷۰۰

(۳) ایضاً، باب النذر فیمالایملک، (۳۱)، ح:۶۷۰۴

(٤) ابن قیم الجوزیہ: محمد، مختصر سنن ابی داؤد للمنذری مع المعالم (معالم السنن)، سانگلہ ہل، مکتبہ اثریہ، طبع ثانیہ، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء، ج:۴، ص: ۳۸۲

(٥) صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب العراب، والدرق یوم العید، (۲)، ح:۹۵۰

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ میرے گھر کے دروازے پر کھڑے ہیں، جبکہ حبشہ کے کچھ لوگ مسجد نبوی میں ڈھالوں اور برچھوں سے کھیل رہے تھے۔ آپ ﷺ مجھے اپنی چادر سے آڑ کئے ہوئے تھے، تاکہ میں ان کا کھیل دیکھ لوں، آپ میری وجہ سے کھڑے رہے، یہاں تک کہ میں خود ہی اکتا گئی، تم خود ہی اندازہ لگالو کہ ایک کم سن لڑکی کھیل کود (دیکھنے) کی کتنی حریص ہوتی ہے۔

مذکورہ حدیث سے درج ذیل نکات متحقق ہوتے ہیں:

۱۔ مسجد میں ایسا کھیل کھیلنے کی اجازت ہے جس میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو، جیسا کہ مسلم میں اس حدیث کے باب کے عنوان (الرخصة فی اللعب الذی لا معصية فيه،في ايام العيد) سے ظاہر ہوتا ہے۔ ۲۔ عید کے دن جائز تفریح کی جاسکتی ہے۔ ۳۔ نیزہ بازی، شمشیر زنی اور اسی طرح کے دوسرے کھیل کھیلنا جو فنون سپہ گری سیکھنے میں مددگار ہوں، جائز ہیں کیونکہ برچھیوں کے ساتھ حبشیوں کا کھیلنا، شمشیر زنی ہی کے قبیل سے ہے اور دونوں کا مقصد جہادی تربیت ہے۔ امام بخاری نے اسی بناء پر اس حدیث کا عنوان (اصحاب الحراب فی المسجد) رکھا ہے۔ ۴۔ ایسے کھیل دیکھنا اور ان کے دیکھنے کے لیے جمع ہونا جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے کے لیے دروازے تک آنے کی اجازت دی اور اسی طرح ہی لوگ جمع ہوا کرتے ہیں۔ ۵۔ خواتین بھی ایسے بامقصد کھیل دیکھ سکتی ہیں لیکن ان کی توجہ کھلاڑی کی بجائے کھیل پر ہونی چاہیے، کھلاڑی سے تعارف حاصل کرنا لایعنی ہے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کھلاڑی کی طرف کوئی التفات نہیں کیا اور نہ ہی پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ ۶۔ وہ کھلاڑی جو کھیل کو فراغت اور خوشی کے مواقع تک رکھیں ان کی حوصلہ افزائی کرنا جائز ہے لیکن پیشہ ور کھلاڑی کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اسلام بامقصد زندگی کا درس دیتا ہے اور بے مقصد زندگی کی مذمت کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:((افحسبتم انما خلقنا کم عبثا وانکم الینالاترجعون))[1] ۷۔ بے مقصد کھیل کی حوصلہ شکنی بلکہ ممانعت آئی ہے جیسے نرد، شطرنج وغیرہ اور کھیل فی نفسہ محمود نہیں۔ لہٰذا کھیل برائے کھیل بے مقصدیت سکھاتا ہے۔ مجوزین موسیقی نے کھیل کے واقعہ سے بھی رقص وموسیقی کا جواز نکالا ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک روایت "یلعبون" کے ساتھ "یزفنون" کے الفاظ آتے ہیں۔

یزفنون کی لغوی تحقیق:

(۱) سورۃ المومنون (۲۳)، ۱۱۵

زفن یزفن ،اچھل کود کے لیے بولا جاتا ہے۔اس کا مصدر ،زفن ،ہے۔یہ اچھل کود ،رقص،کی طرح کی ہوتی ہے ۔یعنی، الزفن شبیہ بالرقص،[1] علامہ نووی نے تو اس سے مراد اچھل کود کو ہی لیا ہے۔[2] "التوثب بسلاح"مختلف لغات میں "زفن" کا معنی واضح کرنے کے لیے (مسند احمد) کی ایک روایت نقل کی گئی ہے جس میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ان کا دل بہلانے کے لیے اچھالتی تھیں یا پھر ان کو اچھلنا کودنا سکھاتی تھیں۔اس روایت میں اس اچھل کود کے لیے لفظ "زفن "ہی آیا ہے[3] زفن کے معنی اگر مروجہ رقص(Dance)لیا جائے تو لازم آتا ہے۔کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی رقص کرتی تھیں (معاذاللہ)اور مجوزین موسیقی بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ گھریلو عورت کے لیے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ اس طریقے سے لوگوں کے سامنے فن کا مظاہرہ کرے۔وہ کام جسے عام گھریلو خاتون کو لوگوں کے سامنے کرنے سے حیاء آتی ہے تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ کام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت حسن رضی اللہ عنہا کو خود سکھاتی ہوں۔زفن اور رقص میں فرق یہ ہے کہ:الف)۔زفن اسلحہ کے ساتھ اچھل کود ہے۔جب کہ رقص مخصوص حرکات جسم ہیں۔ب)زفن حبشی قوم کی مخصوص جنگی چال ہے جس سے دشمن پر رعب ڈالنا مقصود ہوتا ہے جبکہ رقص جسم کو مختلف حرکات سے عریانی کے قریب کرنے کا ایک خاص انداز ہے جس سے بے حیائی پھیلتی ہے اور اس کا مقصد صنف مخالف کو مرعوب کرنا ہوتا ہے۔ج)زفن کسی خاص تربیت کی محتاج نہیں اور گتکابازی کے دوران کی محض اچھل کود ہے جبکہ رقص کی باقاعدہ تربیت لی جاتی ہے اور یہ مرتب حرکات ہوتی ہیں۔ان تینوں بنیادی فرق کے ساتھ زفن اور رقص میں واضح اختلاف سامنے آتا ہے لہذا دونوں کو ایک کہنا درست نہیں اور "یزفنون" سے خالص رقص مراد لینا جائز نہیں ہے حدیث کے الفاظ "یلعبون" سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔

5-(عن السائب بن یزید ان امرأۃ جاء ت الی رسو ل اللہ ﷺ فقال یا عائشہؓ تعرفین ھذہ ؟قالت،لا ،یانبی اللہ، فقال ھذہ قینة بنی فلان تحبک ان تغنیک ،قالت:نعم،قال: فاعطاھا طبقافغنتھا ،فقال النبی ﷺ :قد نفخ الشیطان فی منخریھا)[4] ترجمہ:ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، آپ نے پوچھا،عائشہ !اسے جانتی ہو، نہیں،اے اللہ کے نبی!، یہ فلاں قبیلے کی لونڈی ہے، کیا تم اس کا گانا پسند کرو گی؟جی

---

(۱) حاشیہ مسلم،ح:۲۰٦٦،ص:۳۵۷

(۲) ابن درید ازدی، محمد بن حسن، جمھرۃ اللغۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۵ء، ج:۳، ص:۱۲

(۳) لسان العرب، ج:۱۳، ص:۱۹۷

(٤) مسند احمد، ح:۱۵۲۹۳، ج:۳، ص:۴۴۹

ہاں، اس کے بعد اس نے حضرت عائشہ کو گانا سنایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا، اس کے نتھنوں میں تو شیطان نے پھونک مار دی ہے۔

اس حدیث سے ان نکات کا استنباط ہو سکتا ہے:

ا۔ایک عورت آپ ﷺ کے پاس آئی آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو اس کی اچھی آواز کے حوالے سے اس کا تعارف کروایا، پس کسی کی آواز اچھی ہو تو اس کے تعارف میں یہ بات شامل ہو سکتی ہے۔ ۲۔ آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ تم اس کا گانا سننا پسند کرو گی ؟یعنی کسی سے یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ وہ گانا سننا پسند کرے گا یا نہیں اور سننا چاہے تو اس کی فرمائش پوری کی جاسکتی ہے۔ ۳۔رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو لونڈی کا گانا سنوا دیا لیکن اس کے ترنم اور غنا کو پسند نہ فرمایا اور اسے شیطان کے زیر اثر قرار دیا، گویا گانے والا جیسا بھی گائے اور جو بھی گائے شیطان اس کا حوصلہ بڑھاتا ہے اور اس کی آواز مزید بہتر کرنے میں اس کی مدد کرتا ہے لہذا گانا نہ سننا افضل ہے۔ ۴۔اس میں گانے سے الفاظ یا موضوع کا تذکرہ نہیں لیکن دیگر بہت سی احادیث کی مدد سے یہ قابل فہم بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس لونڈی نے اچھے اشعار ہی گائے ہوں گے۔ ۵۔حدیث میں موجود الفاظ قینہ بنی فلاں سے مراد بنی فلاں کی لونڈی ہی ہے کیونکہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں قینہ کے لفظ کی لغوی صراحت کی جاچکی ہے لہذا اس حدیث سے بھی جواز موسیقی کی دلیل لینا جائز نہیں بلکہ یہ تو سادہ گانا گانے والی کا محض ترنم سے گانا تھا، وہ بھی بغیر کسی آلۂ موسیقی کی مدد کے، اس پر بھی رسول اللہ ﷺ نے شیطان کو حاوی فرما کر گانے کی مذمت کر دی، جس فعل کی مذمت رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو اسے مباحات فطرت میں شامل کرنا مناسب نہیں، زیادہ سے زیادہ اسے ایسے مباح امور میں شامل کیا جاسکتا ہے جن کا نہ کرنا بہتر ہوتا ہے۔

6۔(عن ابن عباس رضی الله عنه قال،انكحت عائشةرضی الله عنہا،ذات قرابة لها من الانصار فجاء رسول اللهﷺ فقال، اهديتم الفتا ة؟قالوا،ارسلتم معها من يغنى قالت:لا،فقال رسو ل اللهﷺ ان الانصارقوم فيهم غزل فلو بعثتم معها من يقول،اتيناكم اتيناكم فحيانا وحياكم)(۱)

حدیث کی استنادی حیثیت ”سنن ابن ماجہ“ کی اس حدیث پر ناقدین نے جرح کی ہے اس کی سند میں اجلح اور ابولزبیر کی وجہ سے اختلاف ہے محدثین کا ابوالزبیر کے بارے میں قول ہے کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ

---

(۱) ابن ماجہ، ابواب النکاح، باب اعلان النکاح، ح:۱۹۰۰، ص:۲۷۳

سے کچھ نہیں سنا سوائے ابو حاتم کے اور انہوں نے بھی صرف روایت ثابت کی ہے بعض نے انہیں مدلس کہا ہے اور مدلس روای کی معنعن روایت قبول نہیں کی جاتی ہے [1] اور یہ روایت بھی معنعن ہے اس لیے سنداً حسن کے درجہ میں نہیں البتہ اس کے شواہد (شاہد ایسی روایت ہے جس کو دوسرے صحابی سے لفظی و معنوی یا صرف معنوی مطابقت کے ساتھ بیان کیا گیا ہو)، موجود ہیں اس لیے محدثین نے اس سے خوشی کے مواقع پر بچیوں یا لونڈیوں کے گیت (سادہ اشعار پر مشتمل) قرار دیا ہے۔ البتہ ''سنن ابن ماجہ ''کی روایت میں موجود لفظ (ارسلتم معها من يغنى) [2] کی تائید کرنا مشکل ہے کیونکہ اس موضوع پر مشتمل دیگر روایات میں (ارسلتم معها جاريه) [3] کے الفاظ ہیں بلکہ ایک روایت میں اس خوش آواز جاریۃ کا نام بھی وارد ہے "الزینب" اس زینب نامی عورت کی بطور مغنیہ کوئی خاص شہرت کتب تاریخ وروایت میں موجود نہیں، اس لیے ممکن ہے کہ یہ ویسے ہی گاتی ہو اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی آواز سنی ہو. دوسرا یہ کہ مجموعۃ الرسائل الکبری کی جلد ۲ کے صفحہ ۳۰۱ کے مطابق عربوں میں مردوں کا گانا گانا ناپسندیدہ تھا بلکہ تالی بجانا بھی شرافت کے خلاف تھا، بلکہ عہد رسالت میں مخنث یا عورتیں ہی دف بجاتی تھیں، [4] اسی بناء پر اہل علم کے ہاں مردوں کے لیے دف بجانا حلال نہیں ہے صرف عورتوں کے لیے حلال ہے۔ تیسرا یہ کہ گانے کے اشعار میں کوئی فحش اور منکر کلمات نہ ہوں جیساکہ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر اشعار بھی بتائے۔ (اتيناكم اتيناكم فحيانا وحياكم) [5] '' ہم آئے تمہارے پاس ہم آئے تمہارے پاس، ہم بھی سلامت رہیں اور تم بھی سلامت رہو''

7۔ حضرت ام سلمہؓ کا گانے والی لونڈی کو دیکھ کر گانے سے منع کرنا اور نبی ﷺ کا اجازت دینا کہ آج عید کا دن ہے۔

روایت میں الوازع بن نافع راوی ہیں جو محدثین کے ہاں متروک اور (ليس بثقة) غیر ثقہ ہیں، ان کو منکر الحدیث اور ضعیف کہا گیا ہے بلکہ امام حاکم نے تو ان کے بارے میں کہا ہے کہ وہ موضوع روائیت بیان کرتے ہیں [6] یہ روایت سخت ضعیف ہے اس سے حجت لینا جائز نہیں، لہذا اس سے کوئی استنباط کرنا بھی نہیں چاہیئے۔

(۱) محمود الطحان: ڈاکٹر، تیسیر مصطلح الحدیث، [لاہور، مکتبہ رحمانیہ، سن ندارد] ص: ۷۳

(۲) ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب اعلان النکاح، (۵۱)، ح: ۷۵۳۷

(۳) مجمع الزوائد، ج: ۴، ص: ۳۷۹

(٤) ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی، القاھرہ: دارالمنار، طبعۃ الثالثۃ ۱۳۶۸ھ، ج: ۱۲، ص: ۴۱

(٥) ابن ماجہ، ابواب النکاح، بب اعلان النکاح، ح: ۱۹۰۰، ص: ۲۷۳

(٦) ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان، مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ، بیروت، طبعہ اولی ۲۰۰۲ء، ج: ۶، ص: ۲۱۴۔۲۱۳

8۔(کنت مع ابن عمر فسمع صوت طبل فادخل اصبیعہٖ فی اذنیہ ثم تنحی حتی فعل ذالک ثلث مرات ثم قال ھکذا فعل رسول اللہ ﷺ)(۱) ترجمہ: میں ابن عمرؓ کے ساتھ تھا انہوں نے طبل کی آواز سنی تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں، پھر باہر نکالیں، تین مرتبہ یونہی کیا، اور فرمایا کہ نبی مکرم ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

حدیث سے متحقق نکات یہ ہیں:

ا۔ڈھول کی آواز سننا رسول اللہ ﷺ نے ناپسند کیا بلکہ بتکلف اس سے اجتناب کیا۔اس سے ثابت ہوا کہ ڈھول کی آواز سننا جائز نہیں۔ ۲۔جب ڈھول کی آواز سننا جائز نہیں تو دلالۃ الاولی کی رو سے ڈھول بجانا بھی جائز نہیں۔ ۳۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر آپ ﷺ نے ڈھول کی آواز سننے پر پابندی نہیں لگائی اور نہ ہی انہوں نے ازخود کان بند کیے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ ہر مکلف شخص کو دین اسلام کی پابندی کا درس موقع پر دیا کرتے تھے اس میں تاخیر نہیں فرماتے تھے، جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سوسمار (جسے اردو میں گوہ بھی کہا جاتا ہے) رسول اللہ ﷺ کی ناپسندیدگی کی بناء پر کسی اور گھر میں بھیجنے لگیں تو آپ ﷺ نے منع فرمادیا کہ جو خود نہ پسند کریں گے وہ کسی کو بھی نہ دیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی آواز نہ سننے کی ہدایت نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے۔راہ چلتے اگر ڈھول کی آواز کان میں پڑے تو بے توجہگی سے گزر جانا جائز ہے بغیر اس کے کہ کانوں میں انگلیاں دی جائیں، البتہ بتکلف کانوں کا بند کرنا افضل ہوگا۔ ۴۔ آج کے دور میں دین میں رکھی گئی اس وسعت کا احساس گہرا ہوجاتا ہے۔کہ ڈھول کی آواز حرام ہونے کے باوجود راستوں، عوامی بسوں، عوامی مقامات یا گھروں میں جب اونچی آواز سے ڈیک لگائے جاتے ہیں اور بے ہودہ شاعری کے ساتھ ڈھول اور دیگر آلات موسیقی کی آوازیں کئی گھروں اور دور کے کھڑے افراد تک کو پریشان کررہی ہوتی ہیں لیکن مختلف معاملات اور کاموں میں مشغول افراد کانوں کو بند کرنے کا اہتمام مسلسل نہیں کرپاتے لہذا ایسی صورت میں ان کے لیے جائز ہے کیونکہ وہ حالت اضطرار ہوگی۔ ۵۔اس سے یہ دلیل نہیں لی جاسکتی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کان بند کرنے کا حکم نہ دینا آلات موسیقی یا صرف ڈھول کی اباحت کا ثبوت ہے کیونکہ اس استدلال سے لازم آئے گا کہ رسول اللہ ﷺ مباح امور سے بھی ممنوعیت کی حد تک بچتے تھے، جبکہ سیرت رسول اللہ ﷺ کا مطالعہ اس سے برعکس نتیجہ پیش کرتا ہے کہ آپ علیہ السلام نسبتاً آسان مگر جائز کام کو اختیار فرماتے۔ حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے دف کی آواز بھی سنی اور کان بند نہ کیے۔

---

(۱) ابن ماجہ، ابواب النکاح، باب اعلان النکاح، ح:۱۹۰۱، ص:۲۷۳

9۔ مجوزین موسیقی نے موسیقی کی اباحت پر ایک دلیل یہ بھی دی ہے کہ نزول وحی کے مختلف طریقوں میں سے ایک "صلصلۃ الجرس" ہے، یعنی کہ گھنٹی کی آواز میں وحی کے نزول کا مطلب یہ ہے کہ گھنٹی جائز ہے کیونکہ حرام یا مکروہ آواز میں وحی نازل نہیں ہوئی۔ حدیث میں اس طریقہ وحی کے لیے جو الفاظ آئے ہیں وہ مثل" صلصلۃ الجرس" کے ہیں یعنی یہ گھنٹی کی آواز نہ تھی بلکہ اس کے مشابہ تھی، مشبہ اور مشبہ بہ میں فرق واضح ہوتا ہے۔ جیسے کسی آدمی کو شیر کہنے سے نہ تو وہ شیر کی ہیئت اختیار کرتا ہے اور نہ ہی شیر کی طرح دیگر درندوں کو پھاڑ کھاتا ہے بلکہ اس سے مراد محض یہ ہوتا ہے کہ جیسے شیر درندوں میں سے بہادر اور قوی ہے اسی طرح یہ شخص اپنے جیسے مردوں میں سے بہادر اور قوی ہے لہٰذا مثل((صلصلۃ الجرس)) سے گھنٹی کی آواز ثابت ہی نہیں ہوتی۔ اس سے مراد محض گھنٹی کی رفتار، تسلسل، قوت اور شدت ہے جس طرح لوہے کی زنجیر کے گرنے کی آوازیں باہم ملی ہوتی ہیں، اسی طرح وحی کی آواز انقطاع وقفہ اور ابتدا کے بغیر بسیط اور مسلسل ہوتی ہے۔ مشبہ اور مشبہ بہ میں صرف ایک صفت میں اشتراک بھی کافی ہوتا ہے۔[۱]

10۔(عن الربیع بنت معوذ:دخل علی النبیﷺ غداۃبنی لی فجلس علی فراشی کمجلسک منی وجویریات یضربن بالدف یندبن من قتل من آباء ھن یوم بدرحتی قالت جاریۃ:وفینا نبیﷺ یعلم مافی غد،فقال النبیﷺ:لا تقولی ھکذا وقولی ماکنت تقولین)[۲] ترجمہ: "ربیع روایت کرتی ہیں کہ ولیمے کی صبح آنحضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور بستر پر بیٹھ گئے جیسے تم میرے پاس بیٹھی ہو لڑکیاں دف بجا بجا کر شہدائے بدر جو ان کے آباء میں سے بھی تھے۔ کی شان میں گیت گا رہی تھیں کہ ایک لڑکی نے کہا: ہمارے درمیان نبی ﷺ ہیں جو جانتے ہیں کل کیا ہو گا! آپ ﷺ نے فرمایا: یوں نہ کہو وہی کہو جو تم پہلے کہہ رہی تھی" **اس حدیث سے ذیل میں دیئے گئے نکات مستفید ہوتے ہیں:** ۱۔ رسول اللہ ﷺ احباب کی خوشیوں میں شرکت فرماتے تھے لہٰذا مسلمانوں کا باہم خوشیوں میں شرکت کرنا سنت ہے۔ ۲۔ رسول اللہ ﷺ نے شادی کے موقع پر جہادی ترانے گانے اور دف بجانے پر کوئی نکیر نہ فرمائی جو کہ چھوٹی بچیاں گا اور بجا رہی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شادی بیاہ جیسی خوشیوں پر چھوٹی بچیوں کا دف بجانا یا با مقصد گیت گانا جائز ہیں۔ ۳۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عالم غیب ہونے کا انکار فرمایا لہٰذا نعت رسول اللہ ﷺ میں رسول اللہ ﷺ کے وہی فضائل و خصائص بیان کیے

---

(۱) کشمیری: انور شاہ، فیض الباری، [لاہور: مکتبہ دار الفکر الاسلامی، طبعہ اولیٰ، ۱۹۳۸ء] ج:۱، ص:۱۹

(۲) ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الغناء، ۴۹۲۲، ص:۶۹۴

جائیں جو شریعت سے ثابت شدہ ہیں اور آپ ﷺ کو عالم غیب اور نور مجسم ہونے جیسی صفات سے متصف کرنا غلو فی الدین ہے جو حرام ہے۔ ۴۔ آپ ﷺ حضرت ربیعؓ کے پاس گئے اور اس میں پردہ کا ذکر نہیں کیا گیا جبکہ پردہ اسلام میں قرآنی نص کے ساتھ فرض کیا گیا ہے۔اس پر شارحین حدیث نے چند امکانات ظاہر کیے ہیں۔ اول یہ کہ غالب امکان یہ ہے کہ یہ واقعہ احکام پردہ کے نزول وحی سے قبل کا ہے۔ دوسرا امکان یہ ہے کہ درمیان میں پردہ ہوگا کیونکہ حدیث میں الفاظ ہیں کہ راوی خالد بن ذکوان سے حضرت ربیع نے کہا: ((فجلس علی فراشی کمجلسک منی))"نبی ﷺ ایسے میرے پلنگ پر بیٹھ گئے جیسے تم میرے پاس بیٹھے ہو۔" یہ ممکن نہیں کہ کوئی جلیل القدر صحابیہ کسی غیر محرم کے پاس بغیر پردہ کے بیٹھ گئی ہوں۔اور یہ بھی ممکن نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کہ جو بیعت کے لیے غیر محرم خواتین کے ہاتھ تک دیکھنے کے روادار نہ ہوں وہ کسی غیر محرم کے پاس بغیر پردہ کے بیٹھ جائیں۔اور سوم یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ خاص بھی ہو سکتا ہے۔

نتائج بحث: یہ وہ دس دلائل ہیں جو مجوزین موسیقی بہت زور شور سے دیتے ہیں لیکن ان سب دلائل کی تنزیہ و توضیح سے درج ذیل حاصلات سامنے آئے ہیں۔

۱۔ شریعت اسلامیہ میں قومی اہمیت، فتوحات، بہادری اور جہادی ترانے اور اسلامی حیا کی حدود و شرائط کی بنیاد پر لکھے گئے حقیقت پر مبنی گیت گانا جائز ہیں۔ ۲۔ بامقصد گیت اور ترانے صرف چھوٹی بچیاں یا پھر خادمائیں (لونڈیاں) گا سکتی ہیں۔ ۳۔ مختلف تہواروں اور خوشی کے مواقع پر تفریح اور مسرت کے حصول کے مباح طریقوں میں ایسے ترانے اور گیت بھی شامل ہیں۔ ۴۔ دف بجانا اسلام میں مباح ہے لیکن دف مروجہ باجہ نہ ہو بلکہ ایسی ہو جیسی آٹا چھاننے والی چھلنی اور اس پر جھانجریا گھنگرو نہ لگے ہوں۔ ۵۔ دف صرف چھوٹی بچیاں یا لونڈیاں بجا سکتی ہیں، مرد اور آزاد خواتین کے لیے اس کی اباحت نہیں ہے۔ ۶۔ بچے مختلف قسم کے مباح تفریحی مشاغل سے لطف اندوز ہو رہے ہوں تو انہیں وقت کی مناسبت کے اعتبار سے روکنا نہیں چاہئے۔ ۷۔ باتمیز بچوں کو تربیت دینی چاہئے کہ جب بڑوں کا اجتماع ہو تو اپنی تفریحی سرگرمیاں ترک کر دیں۔ ۸۔ رسول اللہ ﷺ کی نعت پڑھنا اور اسے مترنم پڑھنا نہ صرف جائز بلکہ محمود ہے۔ ۹۔ نعتیہ اشعار رسول اللہ ﷺ کے حقیقی خصائص پر مشتمل ہوں، غیر حقیقی اور غلو پر مبنی صفات کا تذکرہ کرنا جائز نہیں اور صاحب حیثیت کو بزور ایسے اشعار کا پڑھنا بند کروانا چاہیئے۔ ۱۰۔ غنا کی مذکورہ بالا سادہ شکل بھی صرف مباح ہے پسندیدہ نہیں کیونکہ زیادہ تر روایات میں اچھا گانے پر شیطان کی حمایت کا تذکرہ کرنے پر رسول اللہ ﷺ کی خاموشی وارد ہوئی ہے۔ جو ہر قسم کے گانے میں شیطان کے مددگار یا وہاں جمع ہونے پر حدیث تقریری کا اصلی درجہ رکھتی ہے۔ ۱۱۔ استقبالی گیت گانا جائز ہیں۔ ۱۲۔ ایسے گیت گانا بھی جائز ہیں جن سے کافروں کو مرعوب

کرنا مقصد ہو۔ ۱۳۔ لونڈیوں کا ایسی نذر ماننا جائز ہے جو دف بجانے کی ہو لیکن شرط یہ ہے کہ یہ صرف قومی فتوحات کے ساتھ خاص ہو۔ ۱۴۔ دف بجانا لونڈیوں کے لیے اگرچہ مباح ہے لیکن اس میں کراہت بہر حال موجود ہے۔ ۱۵۔ جہاں لونڈیاں دف بجا رہی ہوں وہاں بیٹھنا جائز ہے۔ ۱۶۔ مسجد میں ایسے کھیل کھیلنا جائز ہیں جس میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو۔ ۱۷۔ فنون سپہ گری میں مددگار کھیل کھیلنا جائز ہیں بلکہ ایسے کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرنا چاہیئے۔ ۱۸۔ ایسے کھیل دیکھنا اور انہیں دیکھنے کے لیے جمع ہونا جائز ہے۔ ۱۹۔ خواتین بھی ایسے کھیل دیکھ سکتی ہیں مگر (i) مکمل پردہ میں۔ (ii) کھلاڑی پر توجہ کی بجائے کھیل پر ہو۔ (iii) کھلاڑی کے تعارف میں دلچسپی نہ ہو۔ ۲۰۔ کھیل صرف وہ محمود ہیں ج (i) اللہ کی نافرمانی پر مشتمل نہ ہوں۔ (ii) رسول اللہ ﷺ کی واضح ممانعت موجود نہ ہو۔ (iii) جس پر وقت اور پیسے کا ضیاع نہ ہو۔ (iv) بامقصد ہوں۔ (v) کھیل برائے کھیل نہ ہوں۔ ۲۱۔ پیشہ ور کھلاڑیوں کی حوصلہ شکنی کرنا چاہیئے۔ ۲۲۔ کسی خوبصورت آواز کا حوالہ تعارف میں دیا جا سکتا ہے۔ ۲۳۔ بامقصد اور قومی حمیت کے گیت سننے کے لیے فرمائش کی جا سکتی ہے۔ ۲۴۔ ڈھول کی آواز سننا حرام ہے۔ (دیگر بہت سی احادیث کی روشنی میں سب باجوں کی آواز سننا حرام ہے سوائے دف کے) ۲۵۔ ڈھول بجانا بھی حرام ہے (اسی طرح دیگر آلات موسیقی بھی سوائے دف کے)، ۲۶۔ بازاروں، راستوں، عوامی مقامات یا دور سے آنے والی موسیقی کی آواز پر کان بند کرنا افضل ہے، لازم نہیں، جبکہ کوشش اور خواہش سے سننا منع ہے۔ ۲۷۔ گھنٹی کی آواز شیطانی آواز ہے لہٰذا مسلم انجینئرز کو گھنٹیوں (ٹیلی فون، بیل وغیرہ) کی جگہ کوئی دوسرا سسٹم متعارف کروانا چاہیئے۔ ۲۸۔ مسلمانوں کا باہم خوشیوں میں شرکت کرنا سنت ہے۔ ۲۹۔ پردے کے ساتھ جہاں فتنے کے امکانات نہ ہوں، شادی کی مبارک باد، غیر محرم کو دی جا سکتی ہے۔ ۳۰۔ سادہ گیت وغیرہ کے ساتھ تفریح بچگانہ خواہش ہے جیسا کہ اکثر احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہی رسول اللہ ﷺ نے ایسی تفریحات سے لطف اندوز ہونے کی اجازت دی۔ یہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی محبت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ مختلف احادیث کے مطالعہ سے یہ بات ذہن نشین ہوتی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی صغر سنی ہی اصل اور بنیادی وجہ تھی۔